Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی عبادات کے معیار بلند کرکے خدا کے لقاء کی تمنا کرتے رہیں

عبادات کا پھل حاصل کرنے کے لئے صبر اور استقامت بے حد ضروری ہیں

روزنامہ الفضل ربوہ
خطبہ نمبر ۱۴
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
جلد ۷۵/۴۰ | الوار ۲۳ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ، ۱۷ احسان ۱۳۶۹ ہش، ۱۷ جون ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۳۶

احمدی صاحب لقاء بن جائیں تو دنیا ان کے قدموں کی ٹھوکروں میں پڑی ہوگی

جس طرح شیرنی اپنے بچوں کی حفاظت کرتی ہے اسی طرح اپنی نمازوں کی حفاظت کریں

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۔ بتاریخ ۲۰ شہادت ۱۳۶۹ ہش (۲۰ اپریل ۱۹۹۰ء) بمقام بیت الفضل لندن

وصل الٰہی کا سب سے زیادہ امکان

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:

"آج آخر وہ جمعہ کا دن آگیا جس کی .... ہر سال بشدت انتظار رہتی ہے یا انتظار کو اگر مذکر لیا جائے تو جس کا ... ہر سال شدت سے انتظار رہتا ہے۔ یہ انتظار بعض لوگوں کی صورتوں میں تو سال بھر پہ پھیلا ہوا ہے اور بعض لوگوں کی صورتوں میں ایک مہینے پہ پھیلا ہوا ہے یعنی رمضان میں شروع ہوتا ہے اور رمضان میں ختم ہو جاتا ہے اور بعض صرف ایک دن کو نقطے کی طرح اپنی نگاہ کے سامنے رکھتے ہوئے اس کا انتظار کرتے ہیں۔ ان کے انتظار کا سالوں یا مہینوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس جمعہ کو جمعۃ الوداع اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ رمضان کا آخری جمعہ ہے اور اس کے بعد پھر اس سے جدائی ہے۔

میں نے گزشتہ سال بھی اس مضمون پر روشنی ڈالی تھی کہ ہمارے نزدیک تو درحقیقت یہ جمعۃ الوصال ہے کیونکہ یہ جمعہ اگر کوئی اہمیت رکھتا ہے تو سوائے اس کے اس کی کوئی اہمیت نہیں کہ یہ وہ مبارک دن ہے جس میں وصل الٰہی کا سب سے زیادہ امکان ہے اور وصل کے بعد وداع کا تصور تو بڑا دردناک تصور ہے۔ یہ تو ساری خوشیوں کو المیہ میں تبدیل کر دینے والا تصور ہے۔ پس اگر جمعۃ الوداع کا یہ معنی ہے کہ (خدا کا شکر ہے) یہ جمعہ آیا اور آکر چلا گیا۔ پس اسے رخصت کرو اور جس طرح یہاں رواج ہے "ٹا۔ ٹا" کہہ کے اس جمعہ سے چھٹی حاصل کر لو تو یہ ایک بالکل غیر (طبعی) بلکہ ایسا تصور ہے جسے کوئی عاشق قبول نہیں کر سکتا۔ پس یہ جمعہ درحقیقت جمعۃ الوصال کی حیثیت سے ہی اہمیت رکھتا ہے اور جمعۃ الوصال کی حیثیت سے ہی اسے سمجھنا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو درحقیقت رمضان مبارک کے آخری عشرے میں غیر معمولی عبادت کیا کرتے تھے اور اسی عشرے میں لیلۃ القدر کی تلاش فرمایا کرتے تھے اور اس عشرے میں واقعہ ہونے والے جمعہ کو باقی دنوں سے ایک امتیازی شان حاصل ہوتی ہے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اور اسی لئے اس جمعہ نے (ہمارے) تصورات میں ایک مقام پیدا کیا ہے لیکن اس کی کیا حیثیت ہے اس کے متعلق میں قدرے روشنی ڈالوں گا۔ لیکن اس سے پہلے میں اس مضمون کو ایک اور طریق پر شروع کرنا چاہتا ہوں۔ یہ لقاء ہی کا مضمون ہے جو گزشتہ چند خطبات سے جب سے رمضان کے خطبے شروع ہوئے ہیں جاری ہے۔

رؤیا میں ایک نئے مضمون کا بیان

رات رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مضمون کو ایک اور طریق پر دکھایا اور ساتھ ہی قرآن کریم کی ایک آیت کی ایک نئی (تشریح) سمجھائی جس کا لقاء سے بڑا گہرا تعلق ہے اور دراصل جو مضمون میں آج کے خطبے میں بیان کرنا چاہتا ہوں اسی کی تمہید ہے جو مجھے سمجھائی گئی۔ رؤیا بڑی دلچسپ اور عجیب سی ہے۔ میں نے دیکھا کہ ربوہ میں میں کھلے گھاس کے میدان میں اکیلا بیٹھا ہوا ہوں۔ اور وہاں پاکستان سے مختلف پروفیشنل گانے والے جو ریڈیو پاکستان یا ٹیلی ویژن وغیرہ میں گانوں میں حصہ لیتے ہیں، وہ کسی تقریب میں شمولیت کی غرض سے آئے ہوئے ہیں اور ان کا جو رستہ ہے اُن کے درمیان اور میرے درمیان ایک دیوار حائل ہے گویا اس رستے پر جس پر وہ چل رہے ہیں ایک دیوار کی اوٹ ہے لیکن بعض در کھلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک در سے گزرتے ہوئے ان میں سے ایک شخص کی نظر مجھ پر پڑتی ہے اور خواب میں مجھ پر یہ تاثر ہے کہ یہ مجھے جانتا ہے اور میں اس کو جانتا ہوں تو وہ جس طرح ایک انسان جانی پہچانی شکل کو ملنے کے لئے آگے بڑھتا ہے، وہ میری طرف آگے بڑھتا ہے لیکن قریب آنے کی بجائے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو کر مجھے پنجابی میں کچھ شعر سناتا ہے۔ وہ جو پنجابی کے شعر ہیں وہ اس رنگ کے ہیں جیسے بعض دیہاتیوں کو یا کم علم والوں کو بعض دفعہ کوئی نکتہ ہاتھ آجائے تو اسے وہ بڑے فخر سے بڑے بڑے علماء کے سامنے پیش کرتے ہیں اور پھر مجلسوں میں بیان کرتے ہیں کہ ہم نے یہ سوال کیا لیکن اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔ اس رنگ کا کوئی نکتہ ہے جو ایک پنجابی نظم میں اس نے یاد کیا ہوا ہے اور وہ سوالیہ رنگ میں میرے سامنے رکھتا ہے لیکن اس کی طرز میں تکبر یا دکھاوا نہیں بلکہ واقعۃً وہ اس نکتے میں الجھا ہوا معلوم ہوتا ہے اور اس کے طرز بیان میں ایک درد پایا جاتا ہے۔ پنجابی کے وہ شعر مجھے یاد تو نہیں مگر چند شعر ہیں۔ ان کا مضمون یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی جو یہ کائنات ہے اس کے راز تو بہت گہرے ہیں اور ہماری آنکھیں جو دیکھ رہی ہیں وہ ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتیں اور ہماری آنکھیں جو دیکھتی ہیں وہ ہمیں کچھ اور منظر دکھاتی ہیں اور خدا کے جو قدرت کے راز یا عرفان کی باتیں ہیں ان تک ہماری آنکھیں پہنچ ہی نہیں سکتیں اور نہ ہم ان کو سمجھ سکتے ہیں کیونکہ ہماری آنکھیں ٹیڑھا دیکھ رہی ہیں اور یہ کہتے کہتے وہ بڑے درد سے اپنی آنکھ کے نچلے پردوں کو انگلیوں سے نوچ کر نیچے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو کسے آنکھیں دکھاتا ہے جن میں ایک قسم کی سرخی پائی جاتی ہے جیسے رو رو کے سرخی پیدا ہو گئی ہو اور وہ نظم میں ہی کہتا ہے کہ دیکھیں ان آنکھوں کی وجہ سے ہمارا کیا قصور؟ ہمیں تو خدا نے آنکھیں وہ دی ہیں جو غلط دیکھ رہی ہیں اور اس کے راز دل کی حقیقت کو پا نہیں سکتیں تو اب بتائیں کہ ہم کیا کریں۔ ہم کیسے سمجھیں۔ یہ نظم جب مکمل ہو جاتی ہے تو میں اس کو اشارۃً کہتا ہوں کہ آئیں بیٹھیں اور میں آپ کو یہ مضمون سمجھاتا ہوں اور اتنے میں یوں معلوم ہوتا ہے جیسے اس بات کی خبر باقی ساتھیوں کو بھی پہنچ گئی ہے اور وہ دور دور سے واپس مڑتے ہیں اور ایک دائرے کی شکل میں مجلس بنا کر میری بات سننے کے لئے بیٹھ گئے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ آپ نے بظاہر ایک بڑی الجھی ہوئی بات پیش کی ہے لیکن میں اس کی ایک سادہ سی تشریح آپ کو بتاتا ہوں جو ابھی دیکھتے دیکھتے آپ کو بات سمجھا دے گی اور وہ آپ کی اس عارفانہ نظم کی درحقیقت تفسیر ہے (تفسیر کا لفظ تو میں نہیں بولتا) لیکن اس مضمون کو سمجھانے کے لئے میں کہتا ہوں۔ آپ کے سامنے میں ربوہ کی مثال رکھتا ہوں۔ آپ لوگ پاکستان کے مختلف شہروں میں رہتے ہیں۔ وہاں سے ربوہ تشریف لائے ہیں۔ یہاں آپ نے کچھ چہرے دیکھے ہیں۔ ان چہروں میں آپ کو خدا کا خوف دکھائی دیتا ہے۔ ان چہروں میں آپ کو عبادت کے رنگ دکھائی دیتے ہیں۔ ان چہروں میں آپ کو تقویٰ دکھائی دیتا ہے۔ ان چہروں میں آپ کو دین کی محبت اور (دینی) آداب اور (دینی) اخلاق دکھائی دیتے ہیں۔ یہاں کے گلیوں میں چلنے پھرنے والوں کو آپ نے دیکھا۔ یہاں مجالس میں اٹھنے بیٹھنے والوں کو آپ نے دیکھا اور آپ اپنے دل سے گواہی لے کر مجھے بتائیں کہ کیا آپ کی آنکھوں نے آپ کو صحیح خبر نہیں دی۔ کیا آپ کی آنکھوں نے واقعتہً آپ کو یہ اطلاع نہیں دی کہ (دین حق) کا جو بھی تصور ہے وہ یہاں پایا جاتا ہے اور جو (دین کے ماننے والوں) کی ادائیں ہونی چاہئیں وہ ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔ پھر آنکھوں نے تو آپ سے کوئی دھوکہ نہیں کیا۔ اس کے باوجود اگر آپ کے دل کچھ اور پیغام لیں تو خدا کی بنائی ہوئی آنکھوں کا کیا قصور ہے۔ پھر میں ان سے کہتا ہوں کہ آپ موازنے کے طور پر چنیوٹ چلے جائیں جو ربوہ کے قریب ہی ہے اور وہاں بھی جا کر لوگوں کے چہروں کے مشاہدے کریں۔ وہاں بھی ان کی حرکات و سکنات کو غور سے دیکھیں۔ وہاں جا کر بھی سوچیں کہ آپ کے نزدیک قرون اولیٰ کے (لوگ) کیسے ہونے چاہئیں تھے۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے فیض پانے (والوں) کی کیا ادائیں ہونی چاہئیں اور دیکھیں اور پھر اپنے نفس سے پوچھیں کہ کیا آنکھوں نے آپ سے جھوٹ بولا تھا؟ کیا آنکھوں کا پیغام یہی تھا کہ یہ جو ربوہ کے سب سے شدید مخالفین میں سے ہیں یہ سچے ۔۔۔۔ دکھائی دے رہے ہیں یا آپ کی آنکھوں نے آپ کو یہ بتایا تھا کہ (دین) کی کوئی بھی علامتیں ان میں نہیں پائی جاتیں۔ ان کا اٹھنا بیٹھنا، ان کا بولنا، ان کا چلنا پھرنا، ان کے مزاج سارے (دین) سے دور پڑے ہوئے ہیں تو اب بتائیں کہ ہمارے خدا نے آپ کے ساتھ انصاف کیا کہ نہیں کیا۔ آپ کو سچی آنکھیں بخشیں کہ نہیں بخشیں ۔۔۔۔ (سورۃ الحج آیت ۴۷) والا مضمون ہے مگر اس آیت کا میں نے حوالہ نہیں دیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوا کرتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں چھپے ہوئے ہیں۔

یہاں صدور سے مراد تاریکی کے پردوں میں چھپے ہوئے ہیں۔ پس وہ دل جو خود اندھیروں میں بس رہے ہیں وہ اندھے ہوتے ہیں نہ کہ وہ آنکھیں جو صحیح پیغام جو کچھ وہ دیتی ہیں لوگوں تک پہنچا دیا کرتی ہیں۔ پس یہ رؤیا جو ہے یہ دیکھتے ہی میرے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ اتنا واضح نظارہ ہے جیسے میں آمنے سامنے دیکھ رہا ہوں اور اسی کیفیت میں میں جاگ بھی چکا تھا اور یہ رؤیا کا مضمون جاری تھا یعنی صفائی رؤیا کی ایسی تھی کہ گویا بالکل جاگے ہوئے کا کوئی نظارہ ہو اور چنانچہ نیند میں اور اٹھنے میں فرق نظر نہیں آیا۔ اور رؤیا کے جو آخری فقرے ہیں وہ میں نے جاگ کے ادا کئے۔ جبکہ وہ منظر نظر سے غائب ہو چکا تھا۔

خدا تعالیٰ کی مجسم آیاتِ وجود

اس پر میری توجہ قرآن کریم کی اس آیت کی طرف پھیری گئی جس کا میں نے ان خطبوں کے آغاز میں ذکر کیا تھا کہ ۔ ۔ ۔ (آل عمران آیت ۱۹۱-۱۹۲)

اس آیت کا عام مفہوم اور درست مفہوم جو (عام طور پر) اس طرح رائج ہے وہ یہ ہے کہ ۔۔۔۔ جو مضمون شروع ہوتا ہے وہ اولی الالباب کی تفسیر ہے یعنی صاحب عقل لوگ جن کا ذکر اولی الالباب کے الفاظ میں کیا گیا ہے وہ ہیں ۔۔۔ جو خدا تعالیٰ کو کھڑے ہو کر بھی یاد کرتے ہیں۔ بیٹھے ہوئے بھی یاد کرتے ہیں۔ کروٹ کے بل بھی یاد کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جو مجھے مضمون سکھایا گیا ۔۔۔۔ ایک پہلو ان آیات کا یہ ہے کہ ۔ ۔ ۔ وہ لوگ ہیں وہ آیات جو دن رات خدا کو یاد کرتے ہیں اور ہر کروٹ پہ خدا کو یاد کرتے ہیں اور دن کو بھی یاد کرتے ہیں اور رات کو بھی یاد کرتے ہیں۔ پس اس پہلو سے اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوگا کہ ۔ ۔ ۔ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کو ہمیشہ یاد کرتے ہیں۔ کھڑے ہوئے بھی، اور بیٹھے ہوئے بھی اور لیٹے ہوئے بھی اور زمین و آسمان اور کائنات پر غور کرتے رہتے ہیں، یہ خدا تعالیٰ کی تخلیق میں آیات ہیں یعنی یہ لوگ مجسم آیتیں ہیں۔ اور یہ لوگ دن اور رات بدلنے کی کیفیات میں بھی آیات کا مقام رکھتے ہیں۔

قرآن کریم سے آیات کی اصطلاح کا انسانوں پر چسپاں ہونا اور پھر تذکیر کے صیغہ میں ضمیر کا اس طرف پھیرا جانا سورۃ الکہف کی اس آیت سے ثابت ہے جہاں فرمایا (کیا تو سمجھتا ہے کہف اور رقیم والے ہمارے نشانوں میں سے کوئی اچنبھا نشان تھے) ۔۔ (سورۃ الکہف آیت ۱۰)

اسی طرح آیات کے جمع کے صیغہ کا بدل واحد کی صورت میں بیان کرنے کی مثال اس آیت کریمہ میں ہے فرمایا (اس میں کئی روشن نشانات ہیں۔ ابراہیم کی قیامگاہ ہے) (آل عمران آیت ۹۸)

اس مضمون کی تائید میں پھر میرا ذہن حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ان صفات کی طرف منتقل ہوا جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں اور مجھے سمجھایا گیا کہ ان آیات کا خلاصہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں یعنی مومن جو یہ صفات رکھتے ہیں وہ آیات ہیں یعنی ایسی آیات جن کو دیکھ کر دنیا والے کائنات کی حقیقت کو پا سکتے ہیں۔ ایسی آیات ہیں جن کو دیکھنے کے بعد جن لوگوں میں عقل ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ لوگ یونہی تو پاگل نہیں ہو گئے۔ بڑے بڑے صاحب فہم لوگ ہیں۔ ان کو کیا ہو گیا ہے کیوں ایک ایسی ذات کے عاشق ہو گئے ہیں جو ہمیں براہ راست نظر نہیں آتی۔ پس وہ ان آیات کو دیکھ کر خدا کی ذات کو پا جاتے ہیں یعنی مردہ کائنات کو دیکھ کر نہیں بلکہ آیات کے زندہ نشانات دیکھ کر، ان لوگوں کو دیکھ کر جو مجسم آیات بنے ہوتے ہیں۔ پس ربوہ والی رؤیا میں درحقیقت یہی مضمون تھا کہ تمہیں اور ذرائع سے احمدیت کی سچائی کا علم ہو یا نہ ہو ان زندہ نشانات کو دیکھو جو احمدیت نے پیدا کئے ہیں۔ ان کے چہروں کو، ان کی عادات کو، ان کی حرکات و سکنات کو دیکھو۔ تمہیں معلوم ہوگا کہ یہ خدا والے لوگ ہیں۔ پھر تم دوسروں کی باتیں سن کر اپنی آنکھوں کو کیسے جھٹلاؤ گے۔ پس مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صفاتِ حسنہ کو اس زاویے سے دیکھنے کی توفیق عطا ہوئی اور میرا ذہن قرآن کریم کی اس آیت کی طرف منتقل ہوا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ذکر۔ یعنی رسول اتارا ہے۔ (سورۃ الطلاق آیت ۱۱-۱۲) کسی اور نبی کے متعلق جہاں تک مجھے یاد ہے ذکر کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ کہ وہ مجسم یاد الٰہی تھا اور آیات کی سب سے پہلی علامت ذکر ہی بیان فرمائی گئی ہے ۔۔۔ اور دن رات خدا کی ذات میں محو اور خدا کی یاد میں اپنے وجود کو کھو دینے والا وجود حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ہی وجود تھا۔ چنانچہ یہ نہیں فرمایا کہ یہ یاد کرنے والا مضمون ہے فرمایا ذکراً۔ یہ اللہ کی مجسم یاد ہے۔ اس کے وجود کو یاد سے الگ نہیں دکھایا جا سکتا۔ کلیتہً خدا کی یاد۔ اس کے وجود کے ذرے ذرے میں سرایت کر چکی ہے۔ پس تمام آیات جو کائنات میں پائی جاتی ہیں ان کا خلاصہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں اور آیت کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے جسے دیکھ کر انسان دوسرے نشانات کو جو پچھلی باتیں ہیں ان کو پا جائے۔ گویا ان معنوں میں آیت علامت کا حکم رکھتی ہے۔ پس جتنی بھی آیات ہیں ان کو دیکھ کر صاحب آیات یعنی خدا تعالیٰ کا یاد آجانا یہ کسی چیز کے آیت ہونے کی دلیل بنتا ہے۔ پس سب سے زیادہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دیکھ کر خدا یاد آ سکتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کسی اور وجود کو دیکھ کر خدا ظاہر نہیں ہو سکتا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کو مخاطب کرکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔۔۔ (الاعراف: آیت ۲۰۶) ۔۔۔ کہ اپنے رب کو یاد کر ۔۔۔ اپنے دل میں ۔۔۔ نہایت عاجزی کے ساتھ ۔۔۔ اور خدا کے خوف کے ساتھ ۔۔۔ اور اس طرح بھی یاد کر کہ تیری زبان سے بے شک کوئی الفاظ نہ نکل رہے ہوں لیکن یاد الٰہی جاری و ساری ہو ۔۔۔ صبح بھی اور شام کو بھی بدلتے ہوئے دن اور رات میں ۔۔۔ اور کسی حالت میں بھی اس یاد الٰہی سے غافل نہ ہو۔

پس (آل عمران آیات ۱۹۱-۱۹۲) "لآیات" جو ہے وہ آیات یہی حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں اور یہ بات مبالغہ نہیں ہے کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ کائنات کی نشانیوں کو جو جان نہیں رکھتیں، جو کوئی روح نہیں رکھتیں، دیکھنے کے بعد جس خدا کی طرف اشارہ ہوتا ہے وہ ایک فلسفیانہ اشارہ ہوتا ہے۔ صرف (صاحب ایمان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے جو ان نشانات کو دیکھ کر ایک زندہ خدا کی طرف حرکت کرتا ہے لیکن اس لئے نہیں کہ اس نے براہِ راست ان نشانوں سے خدا کی طرف راہنمائی حاصل کی بلکہ پہلے ہی اسے خدا کے وجود کا علم ہو چکا ہوتا ہے۔ خدا کے وجود کو وہ کسی صاحب خدا سے پا چکا ہوتا ہے اس کو حاصل کر چکا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے لئے ساری نشانیاں خدا کی نشانیاں بن جاتی ہیں۔ لیکن دنیادار جب ان نشانیوں کو دیکھتے ہیں تو ایک خدا کا تصور تو ضرور باندھتے ہیں اور بہت سے فلسفیوں اور سائنس دانوں نے ان باتوں کا اپنے کلام میں ذکر کیا ہے اور کائنات کے رازوں پر سے پردہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ ہماری آنکھوں سے بھی ایک پردہ اٹھا اور ہمیں بھی معلوم ہوا کہ ان رازوں کے پیچھے کائنات کا ایک خالق موجود ہے۔ پس اس خالق تک وہ پہنچے لیکن اس سے آگے نہیں۔ ایک تصوراتی خالق ان کے سامنے ابھرا لیکن ایک ایسے وجود کے طور پر جو اُن کا دوست بن جائے۔ ان کا رفیق ہو جائے۔ ان کا محبوب ہو جائے۔ ان کے ساتھ زندہ رہے اور اپنی زندگی سے ان کو زندہ رکھے۔ ایسے وجود تک ان کی رسائی کی کوئی خبر نہیں ملتی۔ پس یہ آیات کہاں اور کہاں وہ آیات جن کا نام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہے جو اِن تمام آیات کا خلاصہ ہیں جنہوں نے لاکھوں کروڑوں بندوں کو اپنا وجود دکھا کر خدا کا وجود دکھا دیا اور خدا نما ہو گئے۔

- - - - - - - - - - - - - - - -

کامل عجز اختیار کرنا ضروری ہے

اس مضمون کے تعلق میں بات کو آگے بڑھاتے ہوئے میں اب آپ کو پھر دوبارہ پچھلے خطبات کی طرف لے کے جاتا ہوں۔ میں نے آپ سے یہ گذارش کی تھی کہ خدا کو پانے کے لئے کامل عجز اختیار کرنا ضروری ہے اور خدا کے عاجز بندوں سے تعلق بڑھانا ضروری ہے۔ خدا کے غریب اور بے سہارا اور کمزور بندوں کے لئے دل میں گہری ہمدردی کا پیدا ہونا ضروری ہے یہاں تک کہ آپ ان کے ساتھ ہو جائیں۔ ان میں سے اپنے آپ کو شمار کرنے لگیں۔ ان کے دکھ بانٹنے لگیں۔ اپنے سکھ ان کے ساتھ بانٹنے لگیں۔ یہ لقاء کی شرط ہے۔ آخری منزل نہیں ہے۔ منازل میں سے ایک منزل ہے۔ یہ وہ منزل ہے جو آپ کو عبد کے ایک معنی سمجھاتی ہے۔ عبد یعنی بندہ جب خدا کی طرف منسوب ہو تو اسے عبداللہ کہا جاتا ہے اور اللہ کا بندہ بننے سے پہلے خدا کے عام بندوں میں شامل ہونا اور عام معنوں میں عبد بننا ضروری ہے ورنہ عبداللہ بننے کا انسان اہل نہیں بن سکتا۔ پس پہلے آپ عبد کے عام معنی میں عبد بنیں۔ اور عبد کا عام معنی ہے۔ ایسا غلام جس کا کچھ بھی نہ ہو۔ پس جب اس تصور کے ساتھ آپ عاجزی اختیار کریں گے کہ آپ کا کچھ بھی نہیں۔ سب مالک کا ہے اور آپ تو ایک جوابدہ ہیں۔ اس سے بڑھ کر آپ کی کوئی بھی حیثیت نہیں تو آپ کے سارے تکبر منہدم ہو جائیں گے۔ آپ ایک بچھی ہوئی راہ بن جائیں گے اور کوئی بھی اونچ نیچ اور کجی آپ کی ذات میں باقی نہیں رہے گی۔ حقیقتاً آپ کو اپنے عجز کا عرفان نصیب ہو جائے گا۔ پھر آپ عبادت کے لائق بنیں گے۔ پھر عبادت کی ساری مسافت آپ کے سامنے کھلی پڑی ہو گی۔ پھر جتنا زیادہ آپ خدا کی عبادت میں یعنی بندگی میں آگے بڑھیں گے اتنا ہی زیادہ آپ عبد کہلانے کے مستحق ہوں گے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے غریبی اور عجز کی راہ سے اپنے خدا کو پانے کی راہ اختیار فرمائی اور جب آگے بڑھے تو پھر عبادت میں اتنی ترقی کی کہ عبادت کے نتیجے میں پھر آپ کو وہ لقاء نصیب ہوئی جس لقاء کے حصول کے لئے میں آپ کو مسلسل نصیحت کر رہا ہوں اور دیکھیں کہ عبد کے ہر مفہوم میں آپ درجۂ کمال کو پہنچ گئے۔ عبد کے عام مفہوم میں یعنی عاجزی اور حد سے زیادہ تذلل اختیار کرنا اور اپنے نفس کی طرف کوئی بھی بڑائی منسوب نہ کرنا۔ اس میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی عاجز بندہ کبھی دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔ اور پھر اپنے وجود کو کلیتہً خدا کے سپرد کر دینا اور اس کی عبادت میں منہمک ہو جانا اور اس کی عبادت میں اپنے آپ کو کھو دینا اس پہلو سے بھی دنیا میں کبھی کوئی انسان آپ سے بڑھ کر عبادت گزار پیدا نہیں ہوا۔ پس اس لحاظ سے عبد کامل تھے تو آپ تھے۔ عام بندے کے معنوں میں بھی، انسانی معنوں میں بھی آپ انسانیت کے درجۂ کمال کو عجز میں درجہ کمال حاصل کر کے پہنچے اور عبد ہونے کا حق ادا کر دیا۔ اور خدا کی عبادت میں بھی عاجزانہ عبادت کے ذریعے آپ درجہ کمال کو پہنچے اور خدا کے عابد بندہ ہونے کا حق ادا کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں اگرچہ مختلف انبیاء کو مختلف القابات ملے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سوا کسی کو عبداللہ نہیں کہا گیا۔ اور یہ سب سے بڑا لقب ہے جو کسی بندے کو خدا تعالیٰ عطا کرتا ہے یا کر سکتا ہے ان معنوں میں کہ عقلی لحاظ سے اس سے بڑا لقب موجود نہیں ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام خود تو یہ کہتے ہیں کہ .... میں اللہ کا بندہ ہوں اور ہر نبی ہی نہیں ہر بندہ یہی دعویٰ کرتا ہے کہ میں خدا کا بندہ ہوں۔ جسے ذرا بھی عرفان حاصل ہو وہ یہ کہتا ہے کہ میں خدا کا بندہ ہوں۔ پھر ایک جگہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بھی عرض کرتے ہیں یعنی ان کے متعلق خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ ان کو اس بات میں قطعاً ایک ذرہ بھی باک نہیں تھی کہ وہ خدا کا بندہ کہلائیں۔ لیکن خدا نے خود کسی کو عبداللہ کا لقب دیا ہو اس کی اور کوئی مثال دکھائی نہیں دیتی۔ مجھے ایک زمانے میں شوق تھا موازنہ مذاہب کا مختلف مذاہب کا مطالعہ کیا۔ ہو سکتا ہے کہ میرے علم میں نہ آیا ہو مگر میرے علم میں جہاں تک میں نے دیکھا کسی اور نبی کی کتاب میں اس کے لئے یہ لقب نظر نہیں آیا کہ خدا نے اسے مخاطب کر کے عبداللہ فرمایا ہو۔ ہاں عبادت کے دعویدار انبیاء جیسا کہ ہونا چاہیئے تھے اور بندہ ہونے کے دعویدار موجود تھے۔ عبد کے دوسرے معنوں میں۔ لیکن خدا کی طرف سے عبداللہ کا لقب نصیب ہونا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کے حصے میں تھا۔ پس وسیلے کا مضمون چل رہا تھا۔ وسیلے کا ایک پہلو میں نے آپ کو گزشتہ خطبے میں دکھایا کہ وہ بندوں کے ساتھ عاجزی ہے۔ جب تک بندوں کے ساتھ انسان کی عاجزی مستحکم نہ ہو جائے اور مستقل رنگ نہ اختیار کر لے اس وقت تک خدا کے ساتھ عاجزی کی اہلیت پیدا نہیں ہوتی کیونکہ خدا کے سامنے تو بظاہر ہر اندرونی نفس کے متکبر کے لئے بھی بڑائی کا سوال نہیں ہوتا۔ اس کو کیسے پتہ چلے گا کہ واقعتہً وہ عاجز ہے۔ یا خدا کی عظمت اتنی ظاہر و باہر ہے کہ اس کے سامنے عاجزی اختیار کئے بغیر چارہ کوئی نہیں۔ جب عاجز بندوں کے سامنے انسان عجز محسوس کرتا ہے اور ہر قسم کی بڑائی کو اپنے نفس سے مٹا دیتا ہے تب وہ ان معنوں میں عبد بنتا ہے کہ پھر وہ خدا کی عبادت کا مستحق اور اہل ہو جاتا ہے اور پھر اس کی عبادت کو عاجزانہ عبادت قرار دیا جاتا ہے۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عبد ہونے کے مضمون کو بالکل اسی رنگ میں پیش فرمایا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:

> "عبودیت سے مراد وہ حالت انقیاد اور موافقتِ تامّہ اور رضا اور وفا اور استقامت ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص تصرّف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئی جس سے آپ اس راہ کی طرح ہو گئے جو صاف کیا جاتا اور نرم کیا جاتا اور سیدھا کیا جاتا ہے ...."

اِنقیاد سے مراد انتہائی تذلّل ہے۔ اِنقاد۔ جب عربی میں کہا جاتا ہے تو مراد ہے کہ ایک آدمی اپنے آپ کو کلیتہً بچھا دے۔ خاک میں ملا دے۔ کامل تذلّل اور عجز اختیار کرے اور اس کے بعد آپ فرماتے ہیں۔ موافقت تامّہ۔ پھر خدا تعالیٰ کی ذات سے ایسی ہم آہنگی محسوس کرے کہ اس کے نتیجے میں رضا اور وفا پیدا ہو۔ اس مضمون کو نسبتاً زیادہ کھولتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) ایک اور جگہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس پہلو سے وسیلہ ہونے کا ذکر یوں فرماتے ہیں:

> "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا نام عبد بھی ہے اور اس لئے خدا نے عبد نام رکھا کہ اصل عبودیت کا خضوع اور ذلّ ہے ...."

یعنی خضوع کا معنی ہے عاجزی اور ذلّ کا معنی ہے بالکل اپنے آپ کو گرا دینا۔ لاشئے محض سمجھنا۔ اپنے آپ کو بالکل چھوٹا بنا دینا۔

> ".... اور عبودیت کی حالت کاملہ وہ ہے کہ جس میں کسی قسم کا غلو اور بلندی اور عُجب نہ رہے۔ یعنی اگر خدا کی عبودیت اختیار کرنی ہے تو یہ لازم ہے کہ آپ کی ذات میں کسی قسم کی کوئی بلندی، خود پسندی، کوئی ریاکاری وغیرہ باقی نہ رہے اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے اور انسان یہ بھی محسوس کرے کہ جو کچھ مجھے حاصل ہو رہا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہو رہا ہے۔ میری کوششوں سے حاصل نہیں ہو رہا۔ پس یہ وہی مضمون ہے جس کو آپ نے فرمایا۔ جو خدا تعالیٰ کے خاص تصرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میں پیدا ہوئی۔ فرماتے ہیں۔ "اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے۔ عرب کا محاورہ ہے۔ وہ کہتے ہیں مَوْرٌ مُعَبَّدٌ" "وَطَرِيْقٌ مُعَبَّدٌ" جہاں راہ نہایت درست اور نرم اور سیدھا کیا جاتا ہے اس راہ کو طریق معبّد کہتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس لئے عبد کہلائے ہیں کہ خدا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے محض اپنے تصرّف اور تعلیم سے ان میں علمی کمال پیدا کیا اور ان کے نفس کو راہ کی طرح اپنی تجلیات کے گزرنے کے لئے نرم اور سیدھا اور صاف کیا"

اب یہ دیکھیں کہ وسیلہ کی کیسی اعلیٰ تعریف ہے اور کیسی کامل تعریف ہے۔ وسیلہ وہ ہوتا ہے جو ایک چیز کو دوسرے سے ملا دیتا ہے جیسے پل وسیلہ بن جاتا ہے دریا کے عبور کرنے کا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خود وسیلہ ان معنوں میں نہیں پیش کر رہے کہ گویا (خدا کی پناہ) آپ وہ راہ ہیں جن پر قدم مارتے ہوئے لوگ آگے بڑھیں گے۔ ایسا حیرت انگیز عرفان حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کو نصیب ہوا کہ اس کو بندہ اپنی کوشش سے تمام عمر سجدوں میں سر رگڑ کے بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ وہ عرفان ہے جو نازل ہوتا ہے جو خدا کی طرف سے نصیب ہوتا ہے فرماتے ہیں۔ " آپ نے اپنے نفس کو ایک بچھی ہوئی راہ بنا دیا اور وہ راہ اس غرض سے نہیں تھی کہ بندے اس پر قدم رکھیں بلکہ اس لئے تھی کہ خدا کی تجلیات اس پر دوڑیں اور ان راہوں سے خدا بندوں تک پہنچے۔ پس جو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وسیلہ بنانا چاہتا ہے اسے بندوں کے مقابل پر بھی ایک کامل عجز اختیار کرنا ہوگا اور خدا کے مقابل پر بھی ایک کامل عجز اختیار کرنا ہوگا۔ اپنی عبادت کو عاجزانہ رنگ بخشنے ہوں گے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے عبادت کے رنگ سیکھتے ہوئے خدا کی تجلیات کا انتظار کرنا ہوگا کہ جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وسیلے سے اس تک پہنچیں گی اور ان راہوں سے آئیں گی جن راہوں سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وہ نصیب ہوئیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس لئے عبد کہلاتے ہیں کہ خدا نے محض اپنے تصرّف اور تعلیم سے ان میں علمی کمال پیدا کیا اور ان کے نفس کو راہ کی طرح اپنی تجلیات کے گزرنے کے لئے نرم اور سیدھا اور صاف کیا اور اپنے تصرف سے وہ استقامت جو عبودیت کی شرط ہے ان میں پیدا کی......

پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والا مبارک دن

جہاں تک عبودیت کا تعلق ہے آپ نے بار بار حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے اقتباسات میں پڑھا ہوگا اور جیسا کہ میں نے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے ہیں، ان میں سنا بھی ہے کہ ہمیشہ آپ نے اس کے ساتھ استقامت کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ عبادت جو عارضی ہو اور آنے جانے والا رنگ رکھتی ہو جیسے جمعۃ الوداع کا ایک تصور پایا جاتا ہے کہ سال کے بعد آئے گا اور آتے ہی چودہ طبق روشن کر کے ہمیشہ کی غفلتوں کی تلافی کرتے ہوئے یہ جمعہ اپنے استحقاق کے لحاظ سے رخصت ہو جائے گا یعنی پھر اس جمعہ کے حق ادا کرنے کے لئے پھر ہمیں کسی محنت کی ضرورت نہیں۔ یہ ایسا جمعہ ہے کہ جو آئے گا اور جس طرح ایک پیروں فقیروں کا تصور ہے کہ آئے اور دو جہان بخش گئے۔ اس طرح یہ جمعہ دو جہان بخش کے چلا جائے گا۔ یہ تصور بالکل... غیر (دینی) ہے اور قرآن کریم سے اس کی کوئی سند نہیں ملتی۔ قرآن کریم سے یہ سند ملتی ہے کہ اس جمعے میں یا اس برکت والی رات میں جو اس جمعے کی رات کو بھی ہو سکتی ہے اور آخری عشرے میں کوئی اور رات بھی ہو سکتی ہے۔ ایسی گھڑی ضرور انسان کو نصیب ہو سکتی ہے جو اس کے دین و دنیا سنوار دے مگر ان معنوں میں نہیں کہ فقیر نے کچھ دے دیا اور کہا جاؤ اب چھٹی کرو جو چاہے کرتے پھرو۔ بلکہ ان معنوں میں کہ جو کچھ سدھارے اس کو پھر قائم رکھے۔ ایک تبدیل شدہ وجود پیدا کرے اور وہ تبدیلیاں ایسی ہوں کہ پھر دوبارہ مائل بہ انحطاط نہ ہو سکیں۔ وہ رفعتیں جو وہ جمعہ یا وہ لمحے بخش جائیں جو لیلۃ القدر کے بعد لمحے بخشتے ہیں وہ ایسی پاک تبدیلیاں ہیں کہ جو آکر ٹھہر جانے والی ہیں۔ مستقل وجود پر نقش ہو جانے والی ہیں۔ وہ وصل کی تبدیلیاں ہیں وداع کی تبدیلیاں نہیں۔ پس دنیا کے اکثر لوگوں کے لئے یہ جمعہ وداع کہہ کر رخصت ہو جاتا ہوگا۔ مگر وہ جن کے لئے یہ وصل کا پیغام لاتا ہے وہ ان سے پھر کبھی جدا نہیں ہوتا۔ یہ وہ استقامت کا مفہوم ہے جس کو حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) ہمیشہ عبادت اور وصل الٰہی کے مضمون کے ساتھ بیان فرماتے ہیں قرآن کریم بھی اس مضمون کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے... (سورۃ مریم آیت ۶۶)

" قرآن کریم بھی مجھے نہیں کہنا چاہیئے تھا۔ یہ کہنا چاہیئے۔ قرآن کریم فرماتا ہے جس سے حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے یہ مضمون سیکھا ہے اور قرآن کریم ہی میں آپ کے کلام کی بنیاد ہے۔ تو قرآن کریم فرماتا ہے.... وہ زمین و آسمان کا رب ہے جو تمہارا رب ہے... اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کا بھی رب ہے..... اس کی عبادت کر.... اور اس کی عبادت پر صبر اختیار کر.... کیا تو اس جیسی کسی اور ذات کو جانتا ہے۔ کیا کبھی تو نے سنا ہے کہ خدا جیسی بھی کوئی اور ذات کائنات میں موجود ہے۔ پس جب اس جیسا ہے کوئی نہیں تو اس کا در چھوڑ کر جائے گا کہاں؟ جو تعلق اس سے باندھے اس کو پکڑ کر بیٹھ رہے اور پھر کبھی اس سے علیحدہ نہ ہو۔ پس یہ جمعہ جو رمضان کا آخری جمعہ ہے یقیناً برکتوں والا دن ہے اور تمام سال کے دنوں میں ایک غیر معمولی عظمت اور شان اور امتیاز رکھتا ہے لیکن انہیں کے لئے جو اس جمعے میں جو برکتیں حاصل کرتے ہیں ان کو پھر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں اور صبر اختیار کرتے ہیں۔ صبر کا مضمون استقلال کو بھی ظاہر کرتا ہے

عبادات میں استقامت کی اہمیت اور ضرورت

اور ایک اور پہلو کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے جسے سمجھنا ضروری ہے۔ بعض ہمارے احمدی دوست جو عبادات کی طرف متوجہ ہیں اور ان کو جلدی پھل نہیں لگتا وہ بعض دفعہ بہت بے چین ہو جاتے ہیں۔ بعض تو پھر یہاں تک غلو کرتے ہیں کہ ہم نے تو اتنی دیر عبادتیں کی ہیں ہمیں مزہ ہی نہیں آتا۔ عبادتوں کو پھل ہی نہیں لگ رہے۔ دعائیں قبول نہیں ہو رہیں۔ جو روح میں ایک قسم کا تموّج پیدا ہونا چاہیئے خدا کی طرف اور اس کے نتیجے میں جو لذّت حاصل ہوتی ہے اس سے ہم عاری ہیں تو ہم تو اب تھک کے سمجھتے ہیں کہ یوں کوشش بے کار ہے۔ یعنی بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے یہاں تک لکھا۔ لیکن اکثر ایسے ہیں جو بڑی عاجزی اور تذلل سے اپنی فکروں کو میری طرف منتقل کرتے ہوئے دعا کی تحریک کرتے ہیں۔ کہتے ہیں ہمیں بچاؤ۔ خدا کے لئے کچھ کرو۔ ایسی دعا کرو کہ ہمارا دل بھی جاگ اٹھے۔ ہماری عبادتیں بھی زندہ ہو جائیں تو ان کے لئے قرآن کریم یہ پیغام دے رہا ہے کہ عبادت کے ساتھ صبر کا مضمون وابستہ ہے ہر شخص کی پختگی کے لئے ایک وقت درکار ہوا کرتا ہے اور ہر شخص کے لئے وہ وقت الگ الگ ہوا کرتا ہے۔ کسی نے سفر کہاں سے شروع کیا ہے اور کسی کی اندرونی صلاحیتیں کیا ہیں۔ یہ دو مضمون ہیں جو مل کر اس بات کا فیصلہ کرتے ہیں کہ کب عبادت اپنی اس پختگی کو پہنچے گی کہ اس کے شیریں پھل انسان کو لذت سے بھر دیں گے۔ ایک انسان ہے جو بہت سے اندرونی گناہوں میں ملوث، بہت دیرینہ خطاؤں میں مبتلا اور کئی پردوں میں چھپا ہوا ہے وہ چاہتا ہے کہ میں ایک دن عبادت کر کے ایک دم شور ڈال کر خدا تعالیٰ کو راضی کر لوں اور اچانک مجھے خدا تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو جائے۔ اس وقت کی اس کی* کیفیت یقیناً بڑی سخت بے قراری کی کیفیت ہوگی لیکن .... (تو خود بھی اس پر قائم رہ: طٰہٰ آیت ۱۳۲) کا مضمون یہ بتاتا ہے کہ عبادت کو فوری طور پر لازماً پھل نہیں لگا کرتا۔ بہت سے لمبے ایسے دور سے گزرنا ہوگا جس میں انسان پہلے اپنے نفس کی آگاہی حاصل کرے۔ اپنی کمزوریوں کا عرفان حاصل کرے۔ اس عرفان کو پھر عرفان الٰہی کے راستوں پر منتقل کرے اور اپنے عرفان کے رستے سے خدا کا عرفان حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ پھر رفتہ رفتہ اس کی عبادت میں ایک نئی تازگی پیدا ہونی شروع ہو جائے گی۔ اس کی عبادت میں زندگی کے آثار ظاہر ہوں گے اور اس کی عبادت میں مزے کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ لیکن یہ لمبا غور، فکر اور مجاہدے کا مضمون ہے اس سے تھکنا نہیں چاہیئے۔ اگر صبر کی طاقت نہیں ہے تو پھر عبادت کی بھی طاقت نہیں ہے۔ پس لازماً عبادت کا صبر کے ساتھ اور استقلال کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے اور یہ مضمون یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر خدا کی عبادت میں کچھ نہیں ملا تو پھر بھی اسے چھوڑ کر جانے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا... پھر اور کون ہے جو خدا کے سوا تمہیں عبادت کے قابل دکھائی دیتا ہے۔ پس تمہارے لئے تو چارہ ہی کوئی نہیں۔ بے اختیاری کا عالم ہے۔ وہی واقعہ جو میں پہلے بھی آپ کو سنا چکا ہوں لاہور کے ایک درویش کا۔ وہی یاد آجاتا ہے۔ اس موقعہ پر بیان کے لائق بہت ہی موزوں ہے۔ ایک درویش تھا جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ایک دن اس نے ترنگ میں آکر خدا سے یہ عرض کی کہ اے خدا مجھے تیری دنیا پسند نہیں آئی۔ اور یہ کہہ کر وہ باہر بازاروں میں کودتا اچھلتا ہوا نکلا اور اعلان کرنا شروع کیا کہ ہم نے خدا کو کہہ دیا جو کہنا تھا اور بڑا ہی خوش دکھائی دیتا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ تم نے خدا کو کیا کہا ہے۔ کیوں اتنے خوش ہو رہے ہو۔ اس نے کہا کہ میں نے تو خدا کو صاف کہہ دیا ہے کہ مجھے تیری دنیا پسند نہیں آئی۔ کچھ دن کے بعد اس کو پھر بازاروں میں دیکھا گیا اور نہایت ہی مضمحل، پژمردہ، سر نیچے پھینکا ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بے حد اداس۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے۔ آج کیوں تم اتنے اداس ہو۔ اس نے کہا کہ جواب آگیا ہے۔ کہا۔ کیا جواب آیا ہے۔ جواب یہ آیا ہے کہ پھر جس کی پسند آتی ہے اس میں چلے جاؤ۔ چھوڑ دو میری دنیا اگر پسند نہیں۔ اور ہے ہی کوئی نہیں ۔۔۔ یہ پیغام ہے کہ اے عبادت سے تھک جانے والو! اے جلدی ہمت ہار دینے والو!! اگر تم سمجھتے ہو کہ تمہاری عبادت کو پھل نہیں لگ رہے۔ اس لئے تم اس عبادت کو چھوڑ دو تو پھر چھوڑ کے جاؤ گے کہاں خدا کے سوا بھی کوئی ذات سُنی ہے جو اس جیسی ہو۔ اگر یہ رحمان و رحیم۔ یہ رحیم و کریم خدا تمہارے دل کے لئے جیتا نہیں جا سکتا تو پھر دنیا میں اور کوئی ذات تمہارے لئے جیتی نہیں جا سکے گی۔ پس جو زور لگانا ہے اسی در پر لگاؤ۔ جو سجدے بھرنے ہیں اسی آستانے پر بھرو اور اپنی پیشانی کو یہیں رگڑو۔ اس کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ہے۔ یہ مضمون قرآن کریم نے بڑی شان کے ساتھ کھول کر ہمارے سامنے رکھا ہے۔ پھر اس جمعے کا کہاں سے تصور پیدا ہوا جو آیا اور سب کچھ بخشش کر چلا گیا اور پھر انسان عبادتوں سے غافل ہو کر یہ سمجھ لے کہ اب وداع ہو گیا ہے اب میں جو چاہوں کرتا پھروں۔

صبر اور استقامت کے سوا کبھی بھی عبادت آپ کو کچھ عطا نہیں کر سکتی۔ پھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر کرتا ہے جن کی عبادتیں ان کے ذاتی منافع سے وابستہ ہوتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی محبت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتیں۔ ایسے بھی بہت سے لوگ ہیں جو اس بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب ان کی دعائیں اس رنگ میں قبول نہ ہوں جس طرح وہ چاہتے ہیں تو وہ اس عبادت سے الگ ہو جاتے ہیں۔ اس سے غافل ہو جاتے ہیں یا بعض دفعہ بدظن ہو کر خدا تعالیٰ ہی کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ قرآن کریم ان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے ... (سورۃ حج آیت ١٢) ایسے لوگ بھی تمہیں بنی نوع انسان میں دکھائی دیں گے جو خدا کی عبادت کناروں پر بیٹھ کر کرتے ہیں یعنی وہ اللہ میں سفر اختیار نہیں کرتے بلکہ اس طرح جیسے کنارے پر بیٹھ کر گھر سے باہر کوئی فقیر مانگ رہا ہو۔ خدا تعالیٰ تو کہتا ہے کہ آؤ اور میری ذات میں سفر کرو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں اور پھر مجھ سے مانگو لیکن وہ اپنے آپ کو خدا کے سپرد نہیں کرنا چاہتے۔ ان کو اس تصور میں کوئی مزہ نہیں ملتا۔ کوئی لذت دکھائی نہیں دیتی کہ وہ خدا ہی کے ہو جائیں۔ پس وہ چاہتے ہیں کہ کنارے پر بیٹھ کر ہاتھ بڑھا کر جو مانگنا ہے مانگ لیں ۔۔۔ پھر خدا کی طرف سے کوئی خیر ان کو عطا ہو جائے۔ کوئی بھیک مل جائے تو بڑے مطمئن ہو جاتے ہیں جس طرح فقیر دعائیں دیتا چلا جاتا ہے، کہتے ہیں جی خدا سے ہم نے پا لیا۔ جو ہم نے پانا تھا جی پا لیا۔ لیکن ۔۔۔ اگر خدا ان کو آزمائش میں مبتلا کر دے۔ ان کی طلب پوری نہ فرمائے تو وہ اپنے منہ کے بل یا منہ کا رخ اختیار کر کے جدھر منہ اٹھے ۔۔ یہ محاورہ اس قسم کا ہے کہ جس کا ترجمہ یوں ہونا چاہیئے ... کہ پھر جدھر منہ اٹھے بگٹٹ دوڑ پڑتے ہیں کہ کچھ نہیں ملا جی۔ کچھ نہیں ملا۔

عبادت میں نقد سودے کے مطالبے نہ کرو۔

یہ ویسا ہی قصہ ہے۔ اس سے ملتا جلتا ایک لطیفہ ہے کہ ایک شخص نے کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے تو اس نے کہا کہ خدا کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ تو اس نے واقعۃً ایک جائے نماز خریدی اور ایک جگہ بچھا کر قبلہ رخ ہو کر عبادت شروع کی اور خدا سے مانگنے لگا۔ اس کی بدقسمتی اتفاق سے اس وقت زلزلہ آگیا۔ اور وہ پیچھے کی طرف گرا۔ فوراً جائے نماز لپیٹی اور کہا کہ۔ اے خدا! اگر تو میری طلب نہیں پوری کرتا تو دھکے تو نہ دے۔ یہ کونسا انصاف ہے۔ پس یہ ظالم لوگ واقعۃً یہ کہتے ہوئے دنیا میں منادی کرنے نکل جاتے ہیں کہ خدا کی عبادت سے کچھ بھی نہیں ملا۔ دھکے ہی ملے ہیں۔ ہم نے تو عمر ضائع کر دی۔ خواہ مخواہ (بیوت الذکر) کے پھیرے لگائے۔ بزرگوں کو دعاؤں کے لئے لکھا۔ وہاں سے کچھ بھی نہیں ملتا۔ بیکار ہے۔ فضول ہے۔ اپنا جو کچھ ہے وہ بھی ضائع کرنے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔۔۔ یہ وہ بدنصیب لوگ ہیں جن کی نہ دنیا رہتی ہے نہ آخرت رہتی ہے۔ پس ایسی عبادت نہ کرو جس کے نتیجے میں نقد نقد سودے کے مطالبے ہر وقت جاری رہیں اور یہ کہو کہ۔ اے خدا! دے مجھے میرے مطالبے پورے کر ورنہ پھر میں تیری عبادت نہیں کرتا۔ خدا کو آپ کی عبادت کی کیا پرواہ ہے۔ اگر سارے انسان بھی اس کی عبادت چھوڑ دیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے کچھ بھی فرق نہیں پڑتا کیونکہ عبادت بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے ہے۔ خدا کے فائدے کے لئے نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کی تو دنیا بھی ضائع ہو جاتی ہے۔ ان کی آخرت بھی ضائع ہو جاتی ہے۔ کچھ بھی نہیں رہتا ۔۔۔۔۔۔۔ یہ وہ کھلا کھلا گھاٹا ہے جس سے ہم تمہیں متنبہ کرتے ہیں

رمضان کے آخری عشرے کی اہمیت

پس رمضان مبارک میں آج کا دن بھی ایک غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ سارا رمضان ہی وصل کے مضمون سے گہرا تعلق رکھتا ہے کیونکہ میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا تھا کہ ہر عبادت کی کوئی جزاء بیان فرمائی گئی ہے اور روزوں کی جزاء خدا نے خود اپنے آپ کو ظاہر فرمایا ہے۔ فرمایا ہے روزے کی جزاء میں ہوں کیونکہ روزے میں ساری عبادتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ اور عبد کا مضمون اپنے کامل وجود کے ساتھ، اپنی کامل شان کے ساتھ انسان میں ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ روزہ آپ کو کسر نفسی سکھاتا ہے۔ غریبوں کی ہمدردی سکھاتا ہے۔ ان کی بھوک اور ان کی پیاس کا احساس دلاتا ہے۔ ان کی بے چارگی سے آپ کو باخبر کرتا ہے۔ روزوں کے نتیجے میں آپ عام عبادتوں سے بڑھ کر عبادت کرتے ہیں اور اپنے جائز حقوق بھی خدا تعالیٰ کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں جو عام روزمرہ کی زندگی میں آپ کے لئے جائز ہیں۔ پس تمام عبادتوں کا خلاصہ روزے میں ہے۔ پس اسی لئے اس کی جزاء خدا تعالیٰ نے خود اپنی ذات کو بیان فرمایا کہ روزے کی جزاء میں خود ہوں اور پھر آخری عشرے میں تو عبادت ایک خاص معراج تک پہنچتی ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں .... (صحیح بخاری کتاب الصوم) کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تھا۔ (یہاں عشر و کو رفع کی حالت میں لکھا ہوا ہے جس کا مطلب ہے کہ عشرہ آیا ہے اور جو ترجمہ ہے وہ یہ لکھا ہوا ہے کہ دَخَلَ العَشَرہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عشرہ میں داخل ہوتے تھے تو یہ ممکن ہے کہ لکھنے والے کی غلطی ہو یا یہی مضمون ہو کہ جب آخری عشرہ آ جایا کرتا تھا) .... آپ اپنی کمر کو کس لیا کرتے تھے اور اپنی رات کو زندہ کر دیا کرتے تھے ...... اور اپنے گھر والوں کو بھی جگایا کرتے تھے۔

وہ شخص جس کی ہر رات زندہ ہو۔ جس کا یہ دستور ہو کہ اپنے گھر والوں کو ہمیشہ جگاتا ہو۔ اس کے متعلق جب یہ کہا جائے کہ آخری عشرہ میں یہ کرتا تھا تو اس کا مطلب ہے کہ غیر معمولی فرق پڑا کرتا تھا۔ اس وقت عبادت اپنی آخری حد کو پہنچا کرتی تھی راتیں جاگ اٹھتی تھیں۔ خوابیں نور کمانے لگتی تھیں اور غیر معمولی شان کے ساتھ خدا آپ پر ظاہر ہوتا تھا۔ اور اس نظارے میں شامل کرنے کے لئے اپنے اہل و عیال کو بھی جگایا کرتے تھے کہ اٹھو اٹھو۔ تم بھی اس نعمت سے محروم نہ رہو۔ پس اب جو باقی دن رہ گئے ہیں ان دنوں میں آپ بھی یہی کر کے دیکھیں کیونکہ خالی ایک پہلو سے عبد بننے سے خدا نصیب نہیں ہو گا۔ اگلا قدم عبد بننے کا بھی لازماً اٹھانا ہو گا یعنی عبادت کی طرف جب آپ آگے قدم بڑھائیں گے تو پھر صحیح معنوں میں آپ خدا کے سچے بندے بن سکیں گے اور پھر آپ کو لقائے الٰہی، لقاء باری تعالیٰ نصیب ہو گی۔

پنجوقتہ نمازوں کی اہمیت

پھر حضرت قتادہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (حدیث قدسی ہے) کہ میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اپنے حضور یہ عہد باندھا ہے کہ جو کوئی بھی انہیں ان کے وقت پر ادا کرتے ہوئے اور ان پر مداومت اختیار کرتے ہوئے یعنی یہ نہیں کہ کبھی پڑھ لیں کبھی نہ پڑھیں، مستقل ہو جائے۔ ہمیشہ پڑھنے لگے۔ میرے پاس آئے گا یعنی حاضر ہو گا قیامت کے دن اس حالت میں کہ وہ نمازوں کے رستے آیا ہو۔ فرمایا: میں نے یہ عہد باندھا ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو ان کی حفاظت نہیں کرے گا۔ اس کے لئے میرے پاس کوئی وعدہ نہیں۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ میں لازماً اسے جہنم میں ڈالوں گا لیکن فرمایا ہے کہ میں عہد کے معاملے میں اس سے آزاد ہوں۔ پھر وہ میرے حضور کوئی وعدہ نہیں پیش کر سکتا کہ اے خدا! تو نے وعدہ کیا تھا کہ مجھے جنت میں ڈالے گا۔ پس میں تو اس راہ سے حاضر ہوا ہوں۔ مجھے جنت عطا کر۔

کتنی اہمیت ہے پنجوقتہ نمازوں کو اور افسوس ہے کہ ابھی تک سو فیصدی جماعت کے متعلق میں یقین اور اطمینان سے نہیں کہہ سکتا کہ سارے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پنجوقتہ نماز پہ قائم ہو چکے ہیں اور اس کی حفاظت کرتے ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس حدیث قدسی میں دو باتیں بیان فرمائی ہیں ایک نماز کا قائم کرنا۔ اسے اپنی تمام لوازم اور شرائط کے ساتھ کھڑا کرنا اور دوسرا ہے پھر اس کی حفاظت کرنا۔ ضائع نہ ہونے دینا۔ کبھی دین کے غلبے ہوتے ہیں۔ کبھی دوسرے کام ہوتے ہیں۔ کبھی دنیا کے پھندوں میں انسان پھنسا ہوا ہوتا ہے۔ جو حفاظت کرنے والا ہے وہ جس طرح شیرنی اپنے بچوں کی حفاظت کرتی ہے وہ نماز کو کسی پہلو سے بھی آنچ نہیں آنے دیتا۔ ہر خطرے سے اس کو بچاتا ہے۔ پس اگر جماعت احمدیہ اس طریق کو اختیار کرے تو یہ وہ طریق ہے جس طریق سے خدا تعالیٰ کی لقاء نصیب ہو گی۔ ورنہ تصوراتی عشق سے کچھ بھی نہیں ملے گا۔ پھر حضرت عبد اللہ بن الشخیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں .... کہ انہوں نے بتایا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نماز ادا کر رہے تھے۔ اور رونے کی وجہ سے آپ کے سینہ سے ہنڈیا کے ابلنے کی طرح آواز آ رہی تھی۔

پس صرف نماز کا سوال نہیں ہے۔ نماز کس طرح پڑھی جاتی ہے۔ کس کیفیت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ یہ بھی سمجھنا ضروری ہے۔ پس پہلے تو نمازوں کے لئے وہ ہنڈیا بنائیں جس ہنڈیا سے ابلنے کی آواز آئے گی۔ اگر نماز کا بدن ہی قائم نہ ہو۔ اگر پنجوقتہ نمازوں کی حفاظت نہ ہو تو وہ کون سی ہنڈیا ہے جس سے ابلنے کی آواز آئے گی پس آپ کا سینہ تب اس ہنڈیا کی طرح بنے گا جب ہنڈیا موجود ہو گی اور وہ نمازوں کی ہنڈیا ہے۔ اگر نہیں ہے تو اس کو حاصل کریں۔ اس کے بغیر تو روحانیت کے جوش مارنے کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا۔ روحانیت کہاں ٹھاٹھیں گے آپ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے عمل سے بتا دیا کہ آپ نمازوں کے برتن میں اپنی محبت کو خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرتے تھے اور نمازوں میں لپیٹی ہوئی آپ کی روح خدا کے حضور جوش مارتی تھی اور واقعۃً دیکھنے والوں کو یوں آواز آتی تھی جیسے واقعی کوئی ہنڈیا ابل رہی ہے۔

پھر آپ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بعض اوقات نمازوں میں رات کو اتنی دیر کھڑے رہا کرتے تھے کہ آپ کے دونوں پاؤں اور پنڈلیاں تک متورم ہو جایا کرتے تھے۔ یعنی کھڑے کھڑے سوج جاتے تھے۔ اس بارہ میں آپ سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا .... کہ کیا میں اپنے رب کا شکر گذار بندہ نہ ہوں۔ بخاری کتاب التہجد میں یہ روایت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی نے تعجب سے کہا ہوگا کہ یا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم! آپ کو کیا ضرورت ہے اتنی لمبی چوڑی عبادتوں کی۔ آپ کو تو خدا مل چکا ہے۔ آپ تو خدا کے ساتھ رہتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تبھی تو مجھ پر دوہرا فرض ہے کہ اس پاک ذات کا شکریہ ادا کروں۔

پس ایک عبادت ہوتی ہے حصول کیلئے۔ ایک ہے لقاء کے بعد اپنے محبوب کو راضی رکھنے کے لئے۔ ایک گریہ و زاری ہوا کرتی ہے ہجر کی گریہ و زاری۔ اکثر کو تو وہ بھی نصیب نہیں ہے لیکن ہجر کے بعد جب محبوب مل جاتا ہے تو اس کے حضور جو انسان بیٹھ کر روتا ہے اور اس سے پیار کی باتیں کرتا ہے۔ اسے اپنا رکھنے کے لئے اس کی منتیں کرتا ہے۔ یہ وہ گریہ وزاری تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو نصیب ہوئی تھی۔ پس عبد شکور بننے کا یہ مطلب ہے کہ تم ہجر کے واقف لوگ ہو۔ تمہیں کیا پتہ کہ لقاء کے رونے کیا ہوا کرتے ہیں۔ جب خدا نصیب ہو جائے تو کتنے پیار کے ساتھ اس کو اپنا بنائے رکھنا پڑتا ہے اور بار بار عرض کرنی پڑتی ہے کہ تیرا احسان ہے کہ تو مجھے نصیب ہو گیا ورنہ میں کہاں اس لائق تھا۔

صاحب لقاء چھپ نہیں سکتا

پھر صاحب لقاء کو ایک مرتبہ اور ایک مقام عطا کیا جاتا ہے جو اسے باقی بندوں سے ممتاز کر دیا کرتا ہے۔ لقاء کے دعویدار دنیا میں بہت ہوں گے لیکن حقیقت یہ ہے کہ لقاء کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو پھر اگر انسان چھپانا چاہے بھی تو چھپ سکے۔ صاحب لقاء وجود میں کچھ علامتیں ظاہر ہوتی ہیں جو خدا سے تعلق کی علامتیں ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے۔ بخاری کتاب الرقاق سے لی گئی ہے۔ آپ فرماتے ہیں "خدا نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے عداوت دشمنی کی تو میں اسے جنگ کی خبر دیتا ہوں۔ میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا ایسا مقرب ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو پھر میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اسکی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔" اب کوئی .... کہے گا (خدا کی پناہ) کیسی گستاخی والی بات ہے۔ خدا پاؤں بن جاتا ہے۔ لیکن وہی بات ہے جس کو وصل نصیب ہی نہ ہو اس کو کیا پتہ کہ وصل کیا ہوتا ہے۔ ہجر میں بیٹھے اندھیری راتوں میں جو چاہیں آپ تصور کرتے پھریں۔ یہ تو ایک صاحب وصل کی خبر ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بتا رہے ہیں جن سے زیادہ خدا سے کوئی محبت کرنے والا نہیں تھا جن سے زیادہ خدا کے ادب اور احترام کا کوئی تصور بھی نہیں رکھ سکتا۔ آپ کو خدا نے خود بتایا کہ میرا بندہ جب مجھ سے پیار کرنے لگتا ہے تو مجھے دیکھو کہ میں پھر اس کے مقابل پر کتنا جھکتا ہوں۔ یعنی عجز کا مضمون اپنی انتہاء کو پہنچ جاتا ہے۔ بندہ جب عاجزی میں کمال اختیار کرتا ہے تو پھر محبوب آقا اپنے آسمانی آقا کی عاجزی بھی تو دیکھو کہ وہ کیا رنگ اختیار فرماتا ہے۔ کہتا ہے: میں اس سے محبت کرتا ہوں میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو ضرور اسے عطا کرتا ہوں۔ اور اگر وہ میری پناہ کا طلبگار ہو تو ضرور اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہوں۔ (بخاری۔ کتاب الرقاق)

ہمیشہ لقاء کے طالب رہیں

پس یہ لقائے باری تعالیٰ جو ہم نے قرآن اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سیکھی اور جن کا عرفان پاکر حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے ان باریک راہوں کو خوب کھول کر ہمارے سامنے روشن کر دیا ہے۔ پس یہ لقاء ہے جس کا ہمیں طالب ہو جانا چاہیئے اور یہ رمضان اگر خدا نخواستہ ضائع چلا گیا ہو تو باقی دنوں میں بھی کوشش کرتے رہیں یہ درست ہے کہ بعض دفعہ بعض علاقوں میں ہیرے جواہرات یا سونوں کی خبر ملتی ہے اور وہ ایک ہی لمحہ ہوا کرتا ہے جو انسان کو امیر بنا دیتا ہے لیکن اس لمحے کی تلاش میں کتنے لاکھوں کروڑوں لمحے انسان کو صرف کرنے پڑتے ہیں۔ پس لیلۃ القدر کے ایک لمحے میں آپ کا پا جانا یہ مطلب نہیں رکھتا کہ آپ صرف اسی لمحے کو لیلۃ القدر کے حضور حاضر ہونے کی کوشش کریں۔ دیکھیں جو سونے کی تلاش کرتے ہیں وہ اپنی زندگیاں گنوا دیتے ہیں۔ پھر ان میں سے خوش نصیب وہ ہوتے ہیں جنہیں وہ جگہ مل جاتی ہے جہاں سونے کی کانیں ہوتی ہیں۔ جو ہیرے جواہر کی تلاش میں رہتے ہیں وہ دن رات سرگرداں رہتے ہیں۔ مہینوں سالوں اپنے صرف کر دیتے ہیں۔ بعض اپنی ساری دولتیں اس راہ میں لٹا دیتے ہیں۔ پھر بعض کو خوش نصیبی سے وہ ہیرا میسر بھی آ جاتا ہے جو ان کی دنیا بھی بنا دیتا ہے اور اگر وہ نیکی کی طرف مائل ہوں تو عاقبت بھی بنا سکتا ہے۔ خدا ایک لعل بے بہا ہے اس کے لئے کم سے کم وہ رجحان تو پیدا کریں جو دنیا والا دنیا کے ہیروں کی محبت میں پیدا کرتا ہے۔ اگر خدا نخواستہ یہ رمضان خالی بھی گذر جائے تو باقی سارا سال پڑا ہوا ہے۔ اگلی لیلۃ القدر کی تیاری شروع کر دیں۔ اس جمعہ کو وداع نہ کہیں بلکہ اس نے جو پاک سبق آپ کو سکھائے ہیں ان کو چمٹ کر بیٹھ رہیں۔ اپنی عبادتوں کے معیار کو بلند کریں اور خدا سے ہمیشہ یہ ملتجی رہیں اور متمنی رہیں اور اس کے در سے امید رکھیں کہ آج نہیں تو کل اس دنیا میں آنکھیں بند کرنے سے پہلے وہ آپ کو لقاء عطا فرما دے گا۔ احمدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاحب اللقاء بن جائیں تو ساری دنیا ان کے قدموں کی ٹھوکروں میں پڑی ہوگی۔ تمام دنیا کے وہ موتی بن جائیں گے۔ تمام دنیا کے وہ داتا ہو جائیں گے کیونکہ وہ خدا کے ہوں گے اور خدا کی آواز سے بولنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عبادت کا یہ معراج عطا فرمائے۔

اہم جماعتی خبریں

○ محترمہ اسماء طاہرہ صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب کا پچھلے دنوں پتے کا اپریشن ہوا تھا۔ اب انہیں بخار اور زخم میں تکلیف ہے۔ خون میں انفیکشن زیادہ ہوگیا ہے۔ احباب موصوفہ کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے دعا کریں۔

○ مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کے والد مکرم عظمت اللہ صاحب ۸ جون کو حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے ان کی عمر ۸۷ سال تھی۔

○ حکومت پاکستان نے یکم جولائی ۱۹۹۰ء سے جاری ہونے والے پاسپورٹوں میں انڈورسمنٹ کا طریق کار ختم کر دیا ہے۔ اب یہ پاسپورٹ اسرائیل اور جنوبی افریقہ کے سوا دنیا کے تمام ممالک کیلئے کارآمد ہوں گے۔

○ پاکستان عوامی تحریک کے چیئرمین جناب طاہر القادری نے کہا ہے کہ "میں نے قادیانیوں کے خلاف کوئی کتاب نہیں لکھی اور نہ ہی کوئی مباہلہ کیا تھا۔"

○ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت مقابلہ مضمون نویسی زیر عنوان "ہمدردیٔ خلق" کی آخری تاریخ ۳۱ جولائی ہے۔

○ ایسے احباب اور نوجوان جو مندرجہ ذیل فیلڈز میں سے کسی ایک میں ڈپلومہ ہولڈر ہوں اور خدمت دین کا شوق رکھتے ہوں وہ فوری طور پر وکالت صنعت و تجارت تحریک جدید۔ ربوہ سے رابطہ قائم کریں۔

۱۔ بجلی کا کام ۔ ۲۔ لکڑی کا کام
۳۔ ریفریجریشن و ائیرکنڈیشننگ
۴۔ کار و موٹر سائیکل مکینک
۵۔ ویلڈنگ ۔ ۶۔ سٹیل ورکس ۔

بیگم رعنا لیاقت علی خان انتقال کر گئیں

پاکستان کے پہلے وزیراعظم نواب زادہ لیاقت علی خان کی اہلیہ بیگم رعنا لیاقت علی خان ۱۳ جون کو کراچی میں انتقال کر گئیں۔ انہیں ایک روز قبل شدید اختلاج قلب اور خطرناک ہائی بلڈ پریشر کی شکایت ہو جانے پر ہسپتال میں داخل کیا گیا تھا۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۸۵ سال تھی۔

بیگم رعنا لیاقت علی خان نے اپنے مرحوم شوہر شہید لیاقت علی خان کے ساتھ مل کر تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور قیام پاکستان کے بعد سماجی بہبود کے کاموں کے لئے اپنے آپکو وقف کر دیا۔ آپ نے پاکستانی خواتین میں بیداری پیدا کرنے کے لئے "اپوا" (آل پاکستان وومن ایسوسی ایشن) کی بنیاد رکھی اور اس کی بانی صدر کی حیثیت سے خواتین کی بہبود کے لئے آخر دم تک جدوجہد جاری رکھی۔ وہ کچھ عرصہ سندھ کی گورنر بھی رہیں نیز پاکستان کے سفیر کی حیثیت سے بھی فریضہ احسن طریق پر سرانجام دیا۔

صدر پاکستان اور وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے بیگم رعنا لیاقت علی کے انتقال پر ان کے بیٹے کے نام تعزیتی پیغامات ارسال کئے ہیں۔

> انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعوی کرتا ہے لیکن قدم صدق نہیں رکھتا۔

خبریں

ملکی خبریں

○ دفتر خارجہ کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ بھارت نے پاکستان پر حملے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ بھارت نے سورت گڑھ اور بیکانیر سے اپنی سیکنڈ کور کو کہیں کہیں تھوڑا بہت پیچھے کر کے زیادہ چوکنا کیا ہے مگر آزاد جموں و کشمیر اور پاکستان کی باقی سرحدوں پر بڑے پیمانے پر فوجیں جمع کر دی ہیں۔ اس لحاظ سے جنگ اب خارج از امکان نہیں ہے۔ بھارت کا فوجی منصوبہ یہ ہے کہ کشمیر میں فوجی دباؤ بڑھا کے اور رحیم یار خان میں خنجر گھونپ دے۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر ملک معراج خالد کے خلاف دائر کردہ ڈاکٹر شیر افگن کی درخواست معمولی سے عذرات کی بناء پر واپس کر دی گئی۔ یہ بھی خیال ہے کہ شیر افگن درخواست واپس لے لیں گے کیونکہ عموماً ایسے معمولی عذرات موقع پر درست کر دیئے جاتے ہیں۔

○ ایشیائی ترقیاتی بنک نے اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ پیداوار میں اضافے کی شرح پچھلے سال کی نسبت دو فیصد کم ہو گئی ہے افراط زر کی شرح ۱۰٫۴ فیصد ہو گئی ہے۔

○ جمعیت العلمائے اسلام کی بلوچستان حکومت سے علیحدگی کے بعد پیپلز پارٹی نے مولانا فضل الرحمان سے رابطے شروع کر دیئے ہیں۔

○ وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے سندھ میں فوجی عدالتوں کے قیام کی تجویز کو مسترد کر دیا ہے۔ انکی جگہ خصوصی عدالتوں کے قیام کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

○ ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان نے بتایا ہے کہ سندھ سے مزید دو ہزار افراد ہجرت کر کے یہاں پہنچ گئے ہیں۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ سیاستدان ذرائع ابلاغ اور حکومت تینوں سندھ کا بحران ختم کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ حیدرآباد کے مہاجر علاقوں میں سندھی اور سندھی علاقوں میں مہاجر ڈیوٹی پر نہیں جا رہے۔ شہر میں زندگی مفلوج ہے کوئی کام نہیں ہو رہا۔

○ بجٹ کے اعلان کے بعد مختلف اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں ۱۵ فیصد تک اضافہ ہو گیا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ روسی پارلیمنٹ نے گذشتہ روز ملک سے پریس سنسر شپ ختم کر دی اخبارات نکالنے کی آزادی دے دی گئی۔ نیز پرائیویٹ ٹی وی یا ریڈیو سٹیشن قائم کرنے کی بھی آزادی دے دی گئی۔

○ روس کے صدر گورباچوف نے تین باغی جمہوریتوں اسٹونیا، لٹویا اور لتھوانیہ کے سربراہوں سے مذاکرات کئے اور روسی وفاق اور جمہوریتوں کے باہمی رشتے کے بارے میں دور رس اصلاحات پیش کیں۔ روسی صدر کے مطابق روس انفرادی طور پر آزاد ریاستوں پر مشتمل ملک ہوگا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ گورباچوف نے جمہوریتوں کے درمیان برابر کے حقوق کی بناء پر ایک نئے رشتے کی بات چھیڑی ہے۔ ان کے خیال کے مطابق ایک ڈھیلے ڈھالے نظام کے تحت روس کی تشکیل نو کر دی جائے۔

○ ارجنٹائن کے صدر نے اپنی بیگم کو اپنے سرکاری اختیارات استعمال کرتے ہوئے صدارتی محل سے نکال دیا ہے۔

○ افغانستان کے وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ پاکستان کی طرف سے بھارت کے اندرونی معاملات میں مداخلت پر ایران کا ملک خاموش نہیں رہے گا۔

○ پچھلے سال مارچ سے اب تک دنیا بھر میں ۲۵۰ منزدور مارے گئے۔ ۱۳ ہزار گرفتار ہوگئے اور لاکھوں کو برطرف کیا گیا۔

○ بنگلہ دیش میں پارلیمنٹ میں عورتوں کے لئے تیس نشستیں مخصوص کر دی گئی ہیں۔

○ دنیا کی آبادی ۵ ارب تیس کروڑ ہو گئی ہے۔

○ سوویت جمہوریہ آرمینیا کے دو اراکین پارلیمنٹ نے دعویٰ کیا ہے کہ آرمینیا میں فسادات روس کی خفیہ ایجنسی کے جی بی نے کروائے ہیں۔

○ مقبوضہ کشمیر کے علاقہ بڈگام میں بھارتی فوجی کیمپ پر حریت پسندوں نے حملہ کر کے ۱۹ بھارتی فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تریاق معدہ
خرابی ہضم کا موثر علاج
قیمت -/۸ ، -/۱۵

راحت جان
تبخیر معدہ کی مجرب دوا
قیمت -/۱۵

روشن کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے
قیمت -/۵

شربت صدر
نزلہ، زکام اور کھانسی کیلئے
قیمت -/۸

تریاق بواسیر
بواسیر کا شافی علاج
قیمت -/۱۵

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

ربوہ میں آپ کے جیولرز
پاک گولڈ سمتھ
میاں عبدالمنان ناصر ولد میاں عبدالسلام
گولبازار ۔ ربوہ
فون: ۵۵۰/۶۴۳ گھر: ۷۴۹ - ۵۴۹

اشتہارات کے بارے میں ایک ضروری گذارش

ادارہ الفضل اپنے قارئین کیلئے مشتہرین کے اشتہارات شائع کرتا ہے۔ لیکن یہ امر احباب کو پوری توجہ سے نوٹ فرمالینا چاہیئے کہ الفضل میں اشتہار کی اشاعت ہرگز کسی کی ضمانت نہیں۔ اصولی طور پر اخبارات میں جو اشتہارات شائع ہوتے ہیں ادارہ ان کا کبھی بھی ذمہ دار نہیں ہوتا۔ جملہ احباب اپنے کاروباری معاملات اپنی سمجھ بوجھ اور صوابدید پر طے فرمایا کریں۔

ـــــ مینیجر الفضل

حنیف ہومیو پیتھک کلینک
۱۷۶۔ بینک سکوائر مارکیٹ نزد شیراز بیکری
ماڈل ٹاؤن لاہور
موسم گرما کے اوقات کار
اتوار سے جمعرات تک صبح ۹ بجے سے ۱/۲ ۱ بجے
شام ۶ بجے سے ۱/۲ ۸ بجے تک
جمعہ کو صرف صبح اور ہر ہفتے کو صرف
شام کے وقت دواخانہ کھلا ہوگا۔
خاکسار ڈاکٹر شیخ محمد حنیف آف کوئٹہ
حال لاہور

ملک پراپرٹی ڈیلر
گولبازار ربوہ
فون آفس پی پی ۹۹۷
گھر ۳۶۷

قدیمی ، اولین ، شہرہ آفاق
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
فون ۷۳۹۹۷
چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ
برانچیں
کراچی ـــ فون نمبر ۴۱۳۲۵۱
لاہور ـــ 1-D-۳ گلشن راوی
ملتان ـــ چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
منڈی بہاؤالدین ـ بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
رحیم یار خان ـــ فون نمبر ۷۹۹۴
ربوہ ـــ اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ فون نمبر ۵۵۸

سرگن اور اپھارہ
نیز دیگر امراض حیوانات مثلاً منہ کھر، زہرباد، سوزش پستان، فالج، ملک، نتھنوں میں ناڑ وغیرہ پیدا ہونا، گل گھوٹو (خناق) کنار، واہ اور چیچک وغیرہ کیلئے کیوریٹو ادویات مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے کمپنی کے مقررہ نرخ پر حاصل کریں (ویٹرنری ڈاکٹرز فری لٹریچر و سمپلز براہ راست کمپنی سے طلب فرمائیں)

لاہور :۔ پاکستان میڈیکوز لوئر مال
فیصل آباد :۔ جاوید کیوریٹو شفاخانہ حیوانات نزد پل ستیانہ روڈ
کراچی :۔ شہزاد میڈیکل سٹور بھینس کالونی روٹ نمبر ۵ لانڈھی
راولپنڈی :۔ جرمن ہومیو لیبارٹریز بوہڑ بازار
ملتان :۔ زکریا میڈیکل سٹور بیرون لوہاری گیٹ
سیالکوٹ :۔ الرحمن ہومیو دواخانہ بالمقابل مغل محل سینما ڈسکہ روڈ
بھکر :۔ حبیب میڈیکل سٹور ریلوے روڈ
تھرپارکر ضلع :۔ نواز میڈیکل سٹور جھڈو نزد پوسٹ آفس ضلع تھرپارکر
رحیم یار خان :۔ رحمن میڈیکل سٹور کچی منڈی لیاقت پور ضلع رحیم یار خان

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ
لاہور ـ کراچی
ہیڈ آفس ربوہ
فون :۔ ۷۷۱، ۶۰۶۱

معیاری بیکری کا نام
رحمن بیکرز
احباب کی خدمت کیلئے اب عمدہ مٹھائی بھی دستیاب ہے نیز تقریبات کیلئے آرڈر پر بھی مال تیار کیا جاتا ہے
رحمن بیکرز اقصیٰ روڈ ربوہ
فون ۳۳۰

شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون
دکان :۔ ۶۴۹
رہائش :۔ ۸۴۱

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس، ربوہ
مقام اشاعت : دارالنصر غربی، ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

نرینہ اولاد سے محروم ۔ بے اولاد
اٹھراء ۔ سوکھا ۔ گرمی ۔ گیس
کا
علاج کرنے والے

۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
(انچارج) حکیم عبدالحمید اعوان
ابن
حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ ۔ پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰
فون ۷۴۸۴۴ / ۷۶۴۹۷ ـــ ۰۴۳۱

برانچیں
ربوہ : اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس
ملتان : نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ
چوک قلعہ کالروالہ : تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
کراچی : محمود آباد نمبر ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ

خواتین کیلئے انتظام کیساتھ